International Research Journal of Religious Studies, Vol.:2, Issue: 02,July-Dec 2022 PP: 1-22

OPEN ACCESS
IRJRS
ISSN (Online): 2959-1384
ISSN (Print): 2959-2569
www.irjrs.com

علم الفتن اور چند بنیادی مباحث: ایک تحقیقی مطالعہ

A RESEARCH STUDY OF ILM-UL-FITAN BASIC DISCUSSIONS

Muhammad Ayub
PhD scholar, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan.
Email:mayub7097@gmail.com
https://orcid.org/0000-0002-6352-0535

Badshah khan
PhD scholar, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.
Email:Badshahakhandargai123@gmail.com
https://orcid.org/0000-0001-9636-8229

Abstract

In the Qur'an and Hadith, the topics that are related to tribulations and Afflictions are called the knowledge of tribulations. The narrators of the hadiths store it under the name of Kitab al-Fitnan or Abwab-ul-Fitnan in their Books. It is a fact that the Prophet of Islam (SAW) has described in detail all the events leading up to the Day of Judgment as according and narrated by Husifa bin Alyaman (RA) in Sahih ul Bukhari. Another Hadith to the same companion of the Prophet (SAW) says that the Prophet mention him all the events of tribulations and Afflictions and he remember all that events, some other companions of the prophet(SAW) who are assemble there remember too while some others are loose or ignore it.It's a very important point that all events of tribulations and Afflictions are not discussed only in verses but also its Characteristics, features, importance, causes and preventions are also discussed in detail. The word Fitna is a comprehensive Arabic word which means literally to extract the gold from fire and pure it through the

CC BY

specific process of jeweler. This word can apply on fire, war, tribulation, affliction according to different verses. Therefore, in this article, I have write the importance, reasons, and factors of safety narrated in the knowledge of tribulation and Afflictions. This article consists of three chapters and sub-chapters, summary and recommendations and end note reference.

***Key Words**: Fitan,Qur'an,Hadith,tribulations,Afflictions,Day of Judgment.*

موضوع کا تعارف

اسلام انسانی زندگی کے بارے میں مکمل ضابطہ حیات پیش کرتا ہے، دنیا وآخرت ،انسانو حیوان بلکہ کائنات اور اس سے متعلقہ ہر چیز کی ضروری وضاحت اس ضابطہ حیات میں بیان کی گئی ہیں۔ انسانیت کا آغاز ، ارتقاء اور انجام تک بیان ہوا ہے۔ہماری یہ کائنات آغاز سے ہوتے ہوتے ارتقاء کے منازل طے کرتے ہوئے اپنی آخری حصوں اور منازل میں داخل ہورہی ہے۔کائنات کی ابتداء ایک عظیم واقعہ ہے ٹھیک اور اس کا انجام بھی ایک عظیم حادثہ اور واقعہ ہوگا اور یہ اس کائنات کو اپنی لپیٹ میں لے گا[1]۔ تکوینی طور پر انسانیت کے اختتام میں جو جو اہم امور اور واقعات پیش آئیں گے اسلام نے ان کی پیشین گوئی اس کی ظہور سے بیشتر کی ہے۔قرآن وحدیث میں وہ مباحث جو فتنوں سے تعلق رکھتا ہوں اسے محدثین کی اصطلاح میں علم الفتن کہتے ہیں[2]۔یہ علم الفتن بنیادی طور پر تین امور پر مشتمل ہیں۔اشراط الساعۃ یعنی چھوٹے اور بڑے علامات قیامت ،ملاحم یعنی جنگوں کی تفصیلات اور امور عظام۔ محدثین کرام کتاب الفتن کے ذیل میں عموماً یہ مباحث ذکر کرتے ہیں۔ علم الفتن کی اہمیت کئی حوالوں سے مسلم ہے؛اس میں آئندہ پیش آنے والے حالات اور چھوٹے اور بڑے واقعات بیان کئے گئے ہیں یا ان کی جانب اشارۃً بیان فرماتے ہوئے ان کے اسباب پر روشنی ڈالی گئی ہیں اور اس کی حکمتیں بھی ذکر کئی گئی ہیں۔ نیز علم الفتن کے آخر میں اس سے نجات اور رستہ گاری پر بھی صل بحث موجود ہوتی ہے۔ علم الفتن ایک اہم علم ہے اس کو اہم جاننے کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ صرف شر سے متعلقہ امور کے بارے میں آپ ﷺ سے پوچھتے تھے اور خیر کے بارے بہت کم پوچھتے تھے اور اس کی توجیہ خود یہ کی کہ شر جان کر اس سے بچوں[3]۔زیر نظر مقالہ علم الفتن کی اہمیت، حکمتیں اور اسبابِ حفاظت ایک تحقیقی مطالعہ اسی سلسلے کی ایک تحقیقی کڑی ہے،جس میں علم الفتن کے ہزاروں نصوص میں سے صرف اس کی اہمیت،اس کی حکمتیں اور اسبابِ حفاظت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔یہ مقالہ ابتداءً ایک مقدمہ، تین مباحث آخر میں خلاصہ مقالہ نتائج البحث وسفارشات پر مشتمل ہیں۔ حواشی کو انڈ نوٹ کی صورت میں آخر میں درج ہے۔

مقدمہ: فتنہ کا معنی ومفہوم

اِولًا: اعلماء لغت لفظ فتنہ کے معنی ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

علامہ مرتضٰی الزبیدی رحمۃاللہ علیہ [4] فتنہ کے لغوی معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"معْنَى الفِتْنَة الابْتِلاءُ والامْتِحانُ والاخْتِبارُ، وأَصْلُها مأْخوذٌ مِن الفتنِ، وَهُوَ إذابَةُ الذَّهَبِ والفِضَّةِ

بالنَّارِ لِتَمَيُّزِ الرَّدِيءِ من الجيِّدِ،ثمَّ استعْمل فِي إدْخالِ الإِنْسانِ النَّار والعَذَاب، وتارَةً يسمّونَ مَا يَحْصَلُ عَنهُ العَذابُ فِتْنَةً فتستَعْملُ فِيهِ، وتارَةً فِي الاخْتِبارِ نحْو: {وفَتَنَّاكَ فُتُوناً} ،والفَتَّانُ: (الصَّائِغُ لإِذابَتِهِ الذَّهَب والفِضَّةَ فِي النارِ5"

ترجمہ: لفظ فتنہ کا معنی ہے شروع،امتحان اور آزمائش کرنا اس کی اصل "الفتن" ہے،جس کا مفہوم ہے کہ قیمتی چیز یعنی پگھلایا جائے سونا اور چاندی میں جس سے خام چیز اصل چیز سے الگ ہو جائے۔پھر یہ لفظ انسانوں کو سخت قسم کے عذاب جیسے آگ یا عذاب میں ڈال دینے کے معنی میں استعمال ہوا کبھی کبھار ایسی چیز جس سے عذاب ملتا ہے اس کو بھی فتنہ کہا گیا ہے۔اس لفظ کو کبھی دوسروں سے امتحان لینے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسے: وفَتَنّاکَ فُتُوناًمیں اور فتان جو سونا چاندی کو آگ میں ڈالتا ہے اسے (Jeweler) کہا جاتا ہے۔

مفردات القرآن میں فتنہ کے متعلق اس طرح بیان ہوا ہے:

"افعال میں فتنہ بندوں اور اللہ تعالی دونوں کی جانب سے ہو سکتا ہے مثال کے طور پر کوئی بھی گناہ، قتل،آزمائش،اور نقصان جن کو معاشرے میں ناپسندیدہ کام تسلیم کیے جاتے ہیں۔ان امور کا تعلق اگر اللہ تعالی کی جانب ہوں تو ان کے وقوع پذیر ہونے میں کوئی نہ کوئی حکمت پائی جاتی ہے جبکہ بندوں کی طرف سے وقوع ہونے والے کام حکمت سے عاری ہوتا ہے"[6]۔

ثانیاً: علماء حدیث فتنہ کی لغوی بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"الْفِتْنَةُ: الِاخْتِبَارُ وَالِامْتِحَانُ. تَقُولُ: فَتَنَ الذَّهَبَ يَفْتِنُهُ بِالْكَسْرِ فِتْنَةً وَ مَفْتُونًا أَيْضًا إِذَا أَدْخَلَهُ النَّارَ لِيَنْظُرَ مَا جَوْدَتُهُ. وَدِينَارٌ مَفْتُونٌ أَيْ مُمْتَحَنٌ"[7]

ترجمہ: "فتنہ کا لفظ آزمائش اور امتحان کے معنی رکھتا ہے۔اہل عرب فتن الذہب اس وقت کہتے ہیں جب آگ میں سونے کو ڈالا جاتا ہے تاکہ اس میں سے کھوٹ نکل جائے اور اہل عرب "مفتون دینار" کا لفظ اس وقت استعمال کرتے ہیں جب انسانوں کا امتحان دینار (اور دراہم) سے الیا جائے"۔

الفائق فی غریب الحدیث میں فتنہ کی لغوی وضاحت یوں ہے:

فتنہ کی جمع "فتن" ہے۔یہ لفظ اپنی اصل میں کسی کا امتحان اور آزمائش لینے کے مفہوم میں استعمال کیا جاتا ہے۔اہل عرب کو جب کسی کا امتحان لینا مقصود ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں: "فتنتہ اِفتنہ فتنا"۔اس لفظ کا اطلاق ہر مصیبت غرض ہر ناپسندیدہ چیز جیسے رسوائی اور ہر امتحان جیسے عذاب،تکلیف،کفر پر ہوتا ہے"[8]۔

فتنہ کا اصطلاح میں مفہوم

مبارک پوری نے فتنہ کا اصطلاحی مفہوم ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"الفتن: جمع فتنة وهي الامتحان، وتستعمل في المكر والبلاء. وقيل: ما يجري على ظاهر الإنسان وما يكون في القلب من الشرك، والرياء والحسد، وغير ذلك من مذمومات الخواطر التي تجر إلى عذاب القبر، أو إلى عذاب النار (من فتنة الدجال) خص فإنه أكبر الفتن حيث يجر إلى الكفر المفضي إلى العذاب المخلد[9]"

فتنہ کی جمع "الفتن" فتنہ ہے جس کے معنی کسی کا امتحان لینا ہے۔اس لفظ کا مفہوم آزمائش لینا اور سازش کرنا بھی ہے۔آزمائش یا امتحان جس کا لیا جاتا ہے اس کے اثرات اس انسان کے ظاہر اور باطن دونوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔جب کوئی انسان شرک کرتا،ریاکاری اور حسد کرتا ہے تو اس کے اثرات اس کے دل پر بھی ہوتے ہیں۔یوں لفظ فتنہ کا ان تمام چیزوں کے لیے

استعمال ہوتا ہے جو انسان کو عذاب قبر یا جہنم تک لے جائے، اس لیے فتنہ دجال کو بھی ایسا فتنہ کہا گیا ہے۔ فتنہ دجال انسان کو اس کفر تک لے جائے گا یہی وجہ ہے اسے سب بڑا فتنہ قرار دیا ہے اور یہ ہمیشہ کے لیے جہنم کا سبب بن جائے گا"۔

احادیث کی کتب میں وہ احادیث جو قیامت کے واقع ہونے کے بارے میں ہیں ان کا عنوان کتاب الفتن یا ابواب الفتن ہے۔ ان میں وہ احادیث بھی ہیں جن میں قیامت کی علامات، ملاحم اور اس کے علاوہ کچھ جگہوں پر متعین شخصیات مثلا ظہور مہدی، حضرت عیسیٰ کا نزول، یاجوج ماجوج، دجال کا تذکرہ ملتا ہے۔

علامہ محدثین نے "الفتن" کے عنوان پر اپنے اپنے انداز واسلوب کے مطابق نہایت بسط وتفصیل جمع کی ہیں۔ اور ان فتنوں سے محفوظ رہنے کے لیے اللہ کے رسول کی ہدایات اور تعلیمات کو بھی بیان کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہان واقعات کی تفصیل اور مکمل رہنمائی ہمیں نصیب ہوئی اور اس کے ساتھ رسول اللہ کی رہنمائی بھی حاصل ہوئی۔

مندوجہ بالا بحث سے یہ معلام ہوتا ہے کہ فتن کا اصطلاحی مفہوم آزمائش، امتحان اور ابتلاء کے ہیں جس کے ذریعے انسانوں کی آزمائش کی جاتی ہے۔ ریاء کاری، حسد اور کفر و شرک سے دجال تک سب امور کی تفصیل کو شامل ہیں۔

علم الفتن اور اس کے مشمولات

کتب حدیث میں ابواب الفتن یا کتاب الفتن کے نام سے محدثین کرام نے وہ احادیث بیان فرمائی ہیں جو ایسے واقعات سے متعلقہ ہیں جو قیامت کے قریب واقع ہوں گئ۔ ان کے ساتھ ان کی علامات کا بھی تذکرہ ملتاہے جیسے خون ریزی جنگ، علامات مقامات، اور متعین شخصیات کا تذکرہ بھی ملتاہے۔ مثلا مہدی کا ظہور، حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول، خروج دجال اور ان سے متعلقہ مقامات وغیرہ۔

ان تصریحات سے اس بات کی وضاحت ہو گئی کہ محدثین اور محققین کے نزدیک علم الفتن کے معنی میں تین چیزیں اور ان سے متعلقات کا ذکر موجود ہے:

1۔اشراط الساعۃ (قیامت سے متعلقہ واقعات)

2۔امور عظام (نہایت شدت کے حالات وواقعات)

3۔ملاحم (خون ریز جنگیں)

فتن اور اُمت مرحومہ

حضرت محمد ﷺ نے امت پر فتن کے بارے میں بیان کیا ہے:

"أُمَّتِي هَذِهِ أُمَّةٌ مَرْحُومَةٌ، لَيْسَ عَلَيْهَا عَذَابٌ فِي الْآخِرَةِ، عَذَابُهَا فِي الدُّنْيَا الْفِتَنُ، وَالزَّلَازِلُ، وَالْقَتْلُ"[10]

ترجمہ: میری یہ امت، امت مرحومہ ہیں، آخرت میں ان کیلئے عذاب نہیں ہیں ان کا عذاب دنیا میں ہی فتنوں، زلزلوں اور قتل و غارت کی صورت میں رکھا گیا ہے۔

یہاں حدیث شریف میں رسول اللہ کی امت کی فضیلت بیان کو کیا ہے۔ اللہ رب العزت کا دستور مبارک پہلی امتوں اور رسول اللہ ﷺ کی امت کو کچھ معاملات میں جدا جدا رکھا۔ اللہ تعالی نے پہلی امتوں کے اعمال کے بدلے میں ان کے ساتھ عدل اور انصاف کا پہلو نمایاں رکھا، جبکہ امت محمدی کے ساتھ اپنی رحمت اور فضل کا طریقہ اختیار فرمایا۔ جب کوئی بھی تکلیف یا

پریشانی اس امت پر نازل ہوتی ہے تو اللہ اس کے بدلے میں دنیا میں ہی جزا دے دیتا ہے جبکہ پہلی امتوں کے لیے اس قسم کا کوئی اجر نہ تھا۔ لفظ "مرحوم" سے مراد اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ یہ خصوصی عنایتیں ہیں جو سابقہ امتوں پر نہیں تھیں جیسے ان کو شریعت کے احکام اور تکالیف میں آسانی اور سہولت دی گئی ہے۔ آخرت کے معاملے میں ان کی بخشش کے لیے مختلف انواع اور طریقوں جیسے فتنوں، زلزلوں اور آپس کے قتل وغارت کے بعد معافی کے ذریعے ان کی بخشش کی گئی اللہ تعالی ان کی اجتماعی ہلاکت پہلی اُمم کی طرح نہیں کرے گا بلکہ قیامت تک یہ امت قائم رہے گا اور انفرادی طور ان پر عذاب پیش آئیں گے۔ بعض شارحین حدیث بیان کرتے ہیں کہ یہاں حدیث میں امت سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنھم ہیں جبکہ جمہور کا مسلک یہ ہے کہ ان سے ایمان لانے والے لوگ مراد ہیں[11]۔

دنیا کے مخصوص علاقوں سے فتن کا تعلق کیوں؟

زرخیز ذہن والوں میں یہ اُلجھن اور سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ آپ ﷺ کی بیان کردہ قیامت کی نشانیاں خواہ چھوٹی ہو یا بڑی اور عظیم وخون ریز جنگیں پوری دنیا میں ہونے کی بجائے خاص علاقہ جات اور ممالک جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہیں ، میں کیوں ہیں؟ نیز ان فتنوں نے صرف مسلمانوں کو اپنے لپیٹ میں کیوں لیا ہے؟ اکثر یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ ساری فتن زیادہ تعداد میں ان ممالک میں آتے ہیں جہاں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے اور مغربی ممالک ان طرح کے فتنوں سے محفوظ اور لاعلم ہیں۔ مذکورہ روایت میں موجود اُلجھن کو سنن ابی داوٗد میں تقریباً ختم کردیا کہ کیوں ان فتنوں کا تعلق ان ممالک سے ہے جو اسلامی ہیں۔ اگر اس حدیث کا مطالعہ غور سے کیا جائے تو غلط فہمی کا ازالہ ہو سکتا ہے ، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ امت اس لیے امت مرحومہ ہے کیونکہ دنیا میں مختلف شکلوں میں ان کو عذاب ملتا ہے جو کہ ان کے موجودہ گناہوں کا کفارہ ہے اس لیے قیامت کے روز ان کیلئے عذاب نہیں ہو گا۔ نیز بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مِنْ هَا هُنَا جَاءَتِ الفِتَنُ، نَحْوَ المَشْرِقِ "[12]۔(فتنے نکل: اس طرف سے فتنے پھوٹے گے اور مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔ تو فتنوں کا تعلق حدیث شریف میں مشرق کی طرف اشارہ کا مطلب ہے کہ فتنے کی ابتداء ہو گئی اور مسلم ممالک کی اکثریت مشرق سمت میں آباد ہیں۔ دین پر عمل نہ کرنے کی صورت میں کفار نے ان علاقوں کے مسلمانوں کو تختہ مشق بنا رکھا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث شریف میں پیشن گوئی کی گئی ہے۔

اکثر فتن کا مشرق سے تعلق

صحیح روایات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ تمام فتنے مشرق سے ہوں گئے ، مشرق کی تعین کی بحث میں ہم سے استناد پیش کریں گے۔ اس سلسلے میں چار روایات جن کا تعلق احادیث ، محدثین کی تحقیقات اور کتب لغات سے ہے ذکر کیا جاتا ہے جو اس تعلق کو واضح طور پر بیان کریں گئیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک روایت بیان کرتے ہیں ہے، کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دیکھا اور انہوں نے فرمایا: "هَا، إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا، إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا، مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ "[13]۔

ترجمہ: بے شک جہاں سے شیطان کے سینگ طلوع ہوتے ہیں فتنہ اسی طرف سے طلوع ہو گا۔

بخاری شریف میں روایت بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فتنے کے مشرق کی جانب سے پھوٹنے کی طرف اشارہ فرمایا[14]۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: "رَأسُ الكُفْرِ نَحْوَ المَشْرِقِ"[15]۔ فقیترخ: مشرق کفر کا سر چشمہ ہے۔

1) نبی کریم ﷺ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا[16] کے گھر کے دروازہ میں کھڑے ہو کر مشرق کی جانب اشارہ کر فرمایا: یہاں سے فتنہ پھوٹے گا جس طرف سے شیطان کے سینگ ظاہر ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو تین بار دہرایا[17]۔

مذکورہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مدینہ منورہ کی مشرق جانب سے فتنے اور وبائیں پھوٹیں گیئں۔ حدیث کے مطابق ان علاقوں میں کفر والحاد، گمراہی وضلالت اور فتنے اور فساد کے مراکز ہوں گے۔ اگر عرب کی جغرافیہ تاریخ کو دیکھا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ عراق کا علاقہ جس میں کوفہ، بصرہ اور بغداد ہے مشرق کی جانب[18] واقع ہیں۔ فرمایا گیا کہ فتنے عراق کی طرف سے آئیں گے۔ احادیث واضع طور پر عراق کا ذکر آیا ہے:

1. عراق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ہوئے فرمایا: "وهُو يُشِيرُ نَحْوَ الْعِرَاقِ: الْفِتْنَةُ هَاهُنا الْفِتْنَةُ مِنْ حَيْثُ يُطْلِعُ الشَّيْطَانُ قرنيه "[19]۔ ترجمہ: خبردار فتنے یہاں سے پھوٹے گے جہاں سے شیطان سینگوں کے ساتھ طلوع ہوتا ہے۔
2. حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں جس میں انہوں نے دعاء فرمائی: "اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا، وَفِي يَمَنِنَا قَالَ: قَالُوا: وَفِي نَجْدِنَا؟ قَالَ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا وَفِي يَمَنِنَا قَال: قَالُوا وَفِي نَجْدِنَا؟ قَالَ: قَالَ:هُنَاكَ الزَّلاَزِلُ وَالفِتَنُ، وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ"[20]۔

ترجمہ: اے اللہ شام اور یمن میں ہمارے لیے برکت پیدا کر، صحابہ کرام نے عرض کیا اور ہمارے نجد میں؟ نبی کریم ﷺ نے پھر فرمایا: اے اللہ شام اور یمن میں ہمارے لیے برکت فرما دے، صحابہ نے دوبارہ عرض کیا اور ہمارے نجد میں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا وہاں فتنے، زلزلے ہوں گئے اور شیطان سینگوں کے ساتھ ظاہر ہو گا۔ گویا نبی کریم ﷺ نے نجد کے لیے برکت دعاء کرنے سے منع فرمایا۔ یا شاید آپ کو اللہ تعالی نے ان کے لیے دیا کرنے سے منع فرمایا ہو۔ واللہ اعلم

نجد کا مفہوم

حدیث شریف میں لفظ نجد استعمال ہوا مختلف مقامات پر اس کے مختلف معنی بیان ہوئے ہیں۔ مختار الصحاح میں ہے:النَّجْدُ مَا ارْتَفَعَ مِنَ الْأَرْضِ وَالْجَمْعُ نِجَادٌ بِالْكَسْرِ وَ نُجُودٌ وَ (أَنْجُدٌ) وَ النَّجْدُ الطَّرِيقُ الْمُرْتَفِعُ قُلْتُ وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى وَ هَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ أَيِ الطَّرِيقَيْنِ طَرِيقَ الْخَيْرِ وَطَرِيقَ الشَّرِّ[21]

یعنی نجد بلند زمین کو کہا گیا ہے یہ لفظ تین جمع میں استعمال ہوا ہے: نجاد، نجود اور انجد۔ اور اللہ تعالی کا یہ قول: وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِا سی مادہ ہے یعنی واضح دو راستے۔

تاج العروس میں اس کی دلنشین انداز میں مزید وضاحت یوں کی ہے:

الطَّرِيقُ الواضِحُ البَيِّنُ المُرْتَفِعُ من الأَرْض و النَّجْدُ مَا خَالَفَ الغَوْرَ، أَي تِهَامَةَ ، ونَجْدٌ من بِلَاد العربِ مَا كَانَ فَوق العالِيَةِ والعالِيَةُ مَا كَانَ فَوق نَجْدٍ إِلى أَرض تِهَامَةَ إِلى مَا وَرَاءَ مَكَّةَ فَمَا دُونَ ذَلِك إِلى

أَرْضِ العِرَاقِ فَهُوَ نَجْدٌ[22]

ترجمہ: یعنی ایسی جگہ جو اونچی اور واضح ہو اسے نجد کہتے ہیں (سطح مرتفع کہلائے جانے والے علاقے) جو نشیبی علاقوں کی نسبت اونچے ہوں ،اس میں وہ علاقے شمار ہوتے ہیں جو مکہ سے علیحدہ ہیں اس میں عراق کا علاقہ شامل ہے۔ اسی طرح کا مفہوم قاموس میں بھی لکھا ہے۔مذکورہ کتب لغت میں بیان تشریحات وتوضیحات اس بات کو واضع کرتی ہیں کہ نجد سے مراد کوئی خاص علاقہ نہیں بلکہ سطح مرتفع کو ہی نجد کہا گیا ہے۔ معجم البلدان اور تاج العروس میں جغرافیائی لحاظ سے عرب کے خطوں کا تذکرہ ہے جن کی تعداد بارہ بتائی گئی ہے[23]،ان کے نام درجہ ذیل ہیں:

- نجد البرق
- نجد خال
- نجد اجاء
- نجد عقاب (دمشق میں ہیں)
- نجد ود
- نجد عشریٰ
- نجد مریع
- نجد عراق
- نجد یمن
- نجد عفریٰ

جغرافیہ لحاظ سے نجد عراق عرب میں مدینہ منورہ کے مشرق ہے۔احادیث میں اور احادیث کی شراح میں وہ علاقہ جو فتنوں کا مرکز ہوگا وہ عراق ہے اس کی تائید لغت کی کتابیں بھی کرتی ہیں۔ عملی طور پر عراق اور اس سے منسلک علاقے جن میں ماضی میں فتنے ظاہر ہوئے یا آئندہ ظاہر ہوں گے،اس کی فہرست درجہ ذیل ہیں:

1. واقعہ جمل
2. واقعہ صفین
3. خوارج کا ظہور
4. مسیلمہ کذاب کا دنیا میں ظہور
5. مختار الثقفی کا دنیا میں ظہور ظہور
6. واقعہ کربلاء
7. فتنہ تاتاری ان ہی علاقوں میں پیش آیا تھا۔
8. یاجوج ماجوج کا خروج ان علاقوں سے ہوگا۔
9. دجال کا خروج بھی ان علاقوں سے ہوگا[24]۔

فتن سے متعلقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیمات :

صحابہ کرام علم الفتن کا علم رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ ان میں مذکورہ حکمت کے پیش نظر احادیث کے بارے میں جو نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے سوال کیا کرتے۔ یہ لوگ اپنی عقل کی کسوٹی پر اسے پرکھنے اور اس میں کسی قسم کا نقطہ نکالنے کی بجائے جواب سنتے ہی عمل کے لیے تیار ہو جاتے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد فرمایا قریب ہے کہ تم پر ایسا زمانہ آئے جائے جب تم میں سے اچھے لوگوں کا انتخاب کر لیا جائے گا اور صرف بے کار مال رہ جائے گا تو اس وقت تمہارا حال کیا ہوگا۔ یہ لوگ ایک دوسرے کی امانتیں، عہدوں میں شدید اختلاف کیا ہوگا جس کی وجہ سے وہ آپس میں الجھے ہوں گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے سوال کیا! یہ کیسے ممکن ہے تو محمد مصطفیٰ ﷺ نے عرض کیا: جب تم اپنی پسند کی اچھی چیز کو لے لوگئے اور اپنی ناپسندیدہ چیز سے نفرت کروگئے یہ ایسا وقت ہوگا کہ تم رئیس لوگوں کی باتوں پر عمل کرگئے اور غربا کی باتوں کو خاطر میں نہ لاؤ گے [25]"۔

ایک حدیث پاک میں دجال سے متعلقہ تفصیل بیان ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دجال سے متعلقہ سوال کیا اور ان کی مدت مسکن دریافت کی۔ اس کا جواب دیا گیا چالیس دن، اور پہلا دن کی مدت ایک سال کے برابر، دوسرے دن کی مدت ایک مہینہ کے برابر اور تیسرے دن کی مدت ایک ہفتہ کے برابر ہوگی اس کے علاوہ باقی دن معمول کے مطابق ہوں گے۔ صحابہ کرام نے اللہ کے رسول (ﷺ)! سے دریافت کیا اس سال کے برابر دن میں نمازیں ساقط ہو جائیں گئی یا اس کے متعلق کوئی دوسرا طریقہ استعمال کیا جائے گا، رسول اللہ نے ﷺ نے ارشاد فرمایا اس میں لوگ اندازے سے نمازیں ادا کریں گے۔ [26]"۔

علم الفتن کی حکمتیں اور فوائد

علم الفتن کا موضوع ظاہری لحاظ سے ان معاملات سے دور رہنے اور ان سے پناہ مانگنے کے لیے ہے جو انسان کو اللہ کے عذاب کی جانب لے جاتی ہیں حدیث شریف میں ہے: "إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ، إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنِ، إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنُ " جو ہر اس قسم فتنوں سے محفوظ رہا وہ نیک بخت ہے (اور یہ بات رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ دہرایا)۔ [27] نیز احادیث مبارکہ میں دعائیں مانگنے کی تلقین جو کہ انہیں فتنوں سے محفوظ رکھیں۔ اگر فوائد کے زاویہ سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ اس میں بے شمار حکمتیں ہیں جن کو سمجھ لینے سے انسان بہت سے فوائد حاصل کر لے۔ جیساکہ ایک مرتبہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ تمہیں فتنہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا کیونکہ انسان دین کی سمجھ بوجھ رکھتا ہو اور اگر حق و باطل میں فیصلہ کرنے کی قوت نہ ہوگی تو انسان ناکام ہو جاتا ہے اور کٹ پتلی بن جاتا ہے۔ [28]۔

علم الفتن کے کچھ فائدے اور حکمتیں ذیل میں بیان کی جاتی ہیں۔

ذریعہ امتحان و ابتلاء

قیامت کی علامت، ملاحم اور فتنہ کے بارے میں جو احادیث بیان ہوئیں ہیں وہ "غیب" کے قبیلے سے تعلق رکھتی ہیں یہی وجہ ہے کہ ان پر ایمان لانا لازمی اور واجب ہے۔ وہ شخص حقیقی مومن نہیں جس نے ان کو تسلیم کیا اور ان امور پر ایمان لانے سے اللہ تعالی ان لوگوں پر اپنی رحمتیوں کا نزول فرماتا ہے۔

اس بارے میں رسول اللہ کی روایت ہے فرمایا:

"أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، فَإِذَا قَالُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ، وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ [29]"

مجھے لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ کلمہ طیبہ پڑھ نہ لیں اور مجھ پر اور اس چیز پر ایمان نہ لے لائیں جو میں لایا ہوں۔ جن لوگوں نے ان امور پر عمل کیا تو مجھ سے بچا لیے انہوں نے اپنے خون اور اموال مگر شریعت کے قانون کے مطابق جو کچھ انسانوں کے دلوں میں ہے تو ان کے اعمال کا حساب کتاب اللہ کے حوالے ہے۔

توخلاصہ یہ کہ کسی بھی بندے کا ایمان اسی صورت میں صحیح اور قابل قبول ہو گا جب وہ شریعت کے ان احکام کو جو اللہ کے رسول محمد ﷺ پر نازل ہوئے، موجودہ خبریں اور غیب کی خبریں جو مستقبل میں وقوع پذیر ہونے والی ہیں ان پر دل سے ایمان لائے۔ عقیدے سے متعلق تمام کتابوں کے ایک حصے میں مغیبات سے متعلق تفصیلات درج ہوتی ہیں خصوصاً قیامت سے متعلق مغیبات پر تفصیلی گفتگو موجود ہوتی ہیں۔ مثلاً امام طحاویؒ [30] نے فرمایا: قیامت کی نشانیوں پر ہم ایمان لاتے ہیں مثلاً خروج دجال، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول، مغرب کی جانب سے سورج کا طلوع ہونا اور اپنے مقام سے دابۃ الارض کا نکل جانا وغیرہ" [31]۔ اور امام ابن قدامہؒ بیان کرتے ہیں: جن امور کا رسول اللہ ﷺ نے جن کاموں کے وقوع ہونے کی خبر دی اور ان کے بارے میں صحیح سند بھی موجود ہو تو واجب ہو جاتا ہے ان باتوں پر ایمان لانا خواہ ان کا مشاہدہ ہم کر سکیں اور ہماری عقل سلیم اس کی حقیقت کو تسلیم کرنے سے عاری ہی کیا نہ ہو۔۔۔اور یہ قیامت کی علامات مثلاً خروج دجال، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور دجال کا قتل کرنا، یاجوج ماجوج کا خروج، دابۃ الارض کا اپنے مقام سے نکل جانا اور مغرب سے سورج کا طلوع ہونا یہ ایسی مثالیں ہیں جن کے بار میں صحیح اسناد موجود ہیں" [32]۔

واقعات کی حقانیت کے متعلق لوگوں میں احساس اور خوف دلانا اور ان کو عمل پر تیار کرنا

ایسی احادیث اور اخبار جن میں قیامت کی نشانیوں کا ذکر ہوا ہے ان میں سے بعض نشانیوں کو علامات کا محور توجہ خیال کرنے سے لوگوں کے لیے نقصان کا موجب ہو سکتا ہے، مزید یہ کہ اس سے شغل مذموم وقوع ہو سکتا ہے۔ جیسے مختلف قسم کے متنوع، خاص وعام یا چھوٹے اور بڑے فتنوں میں مشغول رہنے سے روکا گیا ہے۔ چنانچہ ایک مومن جو عقل مند ہے اسے ان مختلف فتنوں سے بعض رہنے کی کوشش کرنی چاہیے اور قیامت سے متعلقہ علامتوں سے بچے اور قیامت کی علامتوں سے ڈرے تاکہ اس کی وجہ سے وہ عذاب الہی سے محفوظ ہو سکے۔ علامہ برزنجیؒ [33] نے بھی ان احادیث کی صداقت پر دلیل دیتے ہوئے فرمایا: اللہ نے نبی کریم ﷺ کو درمیانی انگلی کی مانند خبر دار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے امت کو خبر دار کیا پہلی امتوں کے حالات کے بارے میں اور آنے والی آزمائشوں اور فتنوں سے خبر دار کیا اور حق کی تبلیغ فرمائی ان میں سے سب سے اہم دجال کے فتنے سے آگاہ فرمایا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے امت مسلمہ کو مستقبل میں وقوع ہونے والی علامات قیامت اور فتنوں سے آگاہ کیا تاکہ خبر دار رہیں ہر زمانے کے لوگ اور نفسانی خواہشات اور دنیاوی لذات کو چھوڑ کر نیک عمل کریں اور برائی کے کاموں میں مصروف ہونے کی بجائے اللہ کی یاد میں مشغول رہیں۔ [34]

نیک کاموں میں سبقت لے جانا اور ان میں دوسروں سے آگے بڑھنے کی کوشش علم الفتن اور علم اشراط الساعۃ کے بارے میں دوسرا قاعدہ ہے اس کے بارے میں بھی واضع انداز میں، اشارے سے اور تنبیہ کی صورت میں احادیث میں بیان کیا گیا ہے۔ ان احادیث میں اعمال صالحہ اور صراط مستقیم پر قائم رہنے کا ہی حکم نہیں دیا گیا بلکہ ان میں غیب سے اور مستقبل میں وقوع ہونے والے امور کے بارے میں بھی بیان ہے۔ دجال کے بارے میں جو احادیث وارد ہے اگر کوئی اس پر غائر نظر ڈالے تو معلوم ہو جائے گا کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے صرف دجال کے بارے میں بیان ہی نہیں ہے بلکہ اس فتنے سے

محفوظ رہنے کے لیے ضروری امور اور حفاظتی اقدامات کی طرف بھی رہنمائی فرمائی گئی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے امت کو مختلف امور جیسے فتنوں سے محفوظ رہنے ان سے پناہ، قرآن کی تلاوت اور خاص سورۃ کی تلاوت کا حکم دیا گیا جمعہ کے روز، دجال کے فتنے کو غرق ہونے اس کے آگ میں ڈلنے اور اس سے محفوظ ہونے کے لیے نمازوں کی ترتیب قائم رہنے کی دعا کرنے کا حکم دیا ہے۔

وہ تمام مباحث جو علم الفتن کے سلسلے میں ہوئیں ہیں ان میں بھی فتنوں سے محفوظ رہنے اور احتیاط کا حکم دیا گیا ہے مثال کے طور پر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا: " جان لو کہ عنقریب ایسے فتنے ہوں گئے جو بہت بڑے ہوں گئے بلکہ ایسے ! فتنوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گی۔ بیٹھنے والا شخص اس فتنے میں چلنے والے سے بہتر اور دوڑنے والے چلنے والا شخص سے بہتر ہو گا ۔ جان لو کہ ان فتنوں میں جس کے پاس اونٹ ہوں گئے تو اسے چاہیے کہ وہ ان پر گزارہ کرے اور ان فتنوں سے محفوظ رہنے کی کوشش کرے ۔اور اسی طرح بھیڑ بکریاں والا انہیں پر گزر بسر کرے اور زمین والا اپنی زمین پر ہی قائم رہے۔ اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا کہا گر کسی کے پاس ان چیزوں میں سے کوئی بھی نہ ہو تو وہ کیا کرے ؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر وہ شخص پتھر سے تلوار کی دھار خراب کر لے گا تو وہ بچ جائے گا۔ محمد مصطفیٰ ﷺ سے پوچھا کہ اگر اس نہتے شخص پر کوئی حملہ کر دے اسے اپنے ہتھیار سے قتل کر دے تو رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: وہ شخص اس بے گناہ قتل کرنے والے کا اور اپنا گناہ اپنے ذمہ ڈال کر جہنم اپنا ٹھکانا بنا لے گا۔ "[35]۔

قیامت کے وقوع کی استعداد

فتنے کے علم اور قیامت کی نشانیاں بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کی مخلوق اس کے قائم اور اس کے قیب اور نزدیک ہونے کا احساس انسان کے دل میں قائم رہے اور وہ ان آفات سے بچنے اور محفوظ رہنے کے لیے اپنی استعداد کے مطابق تیاری کر لے۔ قیامت کے واقع ہونے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا۔

محمد عربی ﷺ نے فرمایا:

"وَيْلَكَ، وَمَا أَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ: مَا أَعْدَدْتُ لَهَا إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَالَ إِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ فَقُلْنَا وَنَحْنُ كَذَلِكَ؟ قَالَ نَعَمْ فَفَرِحْنَا يَوْمَئِذٍ فَرَحًا شَدِيدًا "[36]

ترجمہ: کیا تیاری کی تم نے اس کیلئے ؟ میں نے تو کوئی تیاری نہیں کی انہوں نے جواب دیا کہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کے سوا کچھ نہیں کیا۔فرمایا: تو جس کے ساتھ محبت کرتا تو قیامت کے روز میں اس کے ساتھ ہوں گا"۔

ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ نے یوں بیان کیا ہلاکت ہو تمہارے لیے کوئی تیاری نہیں کی اس دن کے لیے تم نے۔ [37]

اگر غور کیا جائے تو مذکورہ نص میں رسول اللہ ﷺ سوال کرنے والے کو حقیقی مقصد کی جانب لانا چاہتے تھے یعنی اس خاص دن کی تیاری ہر مومن شخص کے لیے ضروری ہے اور کوتاہی کی صورت میں معافی نہیں ہے۔حافظ ابن حجرؒ [38] نے فرمایا ہے کہ قیامت کی نشانیاں بیان کرنے کی حکمت یہ ہے کہ وہ لوگ جو اس بات کو جانتے ہوئے بھی غفلت میں پڑے ہوئے ہیں وہ اس کی تیاری کریں اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں تا کہ قیامت میں ان کا کچھ حصہ ہو ۔[39]۔ قیامت کی نشانیاں انسانی دل کے لیے واعظ اور نصیحت کا پہلو لیے ہوئے ہیں۔ نیک انسان کو قیامت کی نشانیوں کے دیکھتے ہی اس کے لیے تیاری پہلے سے تیز کر دینی چاہیے اور اللہ کے احکام پر عمل کرتے ہوئے اسی کی طرف راغب ہونا چاہیے مگر اس کا اثر نیک پر پڑے گا اور غافل پھر بھی

غفلت میں رہے گا۔

علم الفتن اور دلائل نبوۃ

اشراط الساعۃ اور علم الفتن کا تعلق دلائل نبوۃ سے ہے۔ انسان کے ایمان میں اس وقت زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے جب رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ کوئی علامات یا نشانیوں اپنی آنکھ سے دیکھے اور اپنی حس سے محسوس کرے۔ان غیب کے علم کو حقیقت اور سچ دیکھ کر اس کا ایمان اور مضبوط ہو جاتا ہے اور آقا دو جہاں کی نبوت کی تصدیق اس آنکھیں اور عقل دونوں کرتی ہیں ۔ کوئی بھی انسان غیب کی خبریں اور ان کے بارے میں تفصیل نہیں دے سکتا یہ تو وحی الہی ہے جو نبیوں کی طرف کی جاتی ہے یہی وجہ ہے ایک سچا مومن ان نصوص کو کفار کے لیے حجت کے طور پر استعمال کرتا ہے

طارق ابن شہابؒ ایک بیان کرتے ہیں کہ وہ اور لوگوں کے ساتھ مل کر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ایک شخص آیا اور فرمانے لگا یہ نماز کا وقت ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود اس پر اُٹھ کھڑے ہوئے اور سب نے مل کر باجماعت نماز ادا کرنے لگے ابھی ہم رکوع کی حالت میں پہنچے تھے کہ نماز ختم ہو گئی۔ایک دوسرے شخص نے آکر السلام علیکم کہا اے ابو عبد الرحمٰن !آپ نے جواب دیا: اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا تھا۔ میں نے مسجد سے نکلتے وقت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا اس شخص کو سلام کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا تھا، کیوں فرمایا؟ اس پر انہوں نے جواب دیا میں اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے سنا تھا کہ قیامت کے نزدیک لوگ صرف خاص لوگوں کو سلام کریں گئے، اس دور میں تجارت میں ترقی ہو گی اور خواتین بھی اپنے مردوں کی تجارت میں مدد کریں گئیں، تمام رشتے ناتے ختم ہو جائیں گئے لوگ جھوٹی گواہی دیں گئے اور سچ کو چھپائیں گئے اس دور میں علم بہت زیادہ ہو گا "[40]

علم الفتن، فطرتِ انسانی کا سامان

اللہ نے یہ بات انسان کی فطرت اور جبلت میں رکھ دی ہے کہ اپنے آلے والے کل کے بارے میں جاننا چاہتا ہے وہ مستقبل میں وقوع ہونے والے حادثات کے بارے میں جاننا چاہتا ہے۔اپنی فطرت کی پیاس کو ختم کرنے کے لیے وہ غلط راستوں کا انتخاب کرتا ہے اور وہ مختلف شعبدہ بازوں جیسے کاہن اور ساحر سے اس پیاس کو بجانے کی کوشش کرتا ہے اور ان کے ساحر میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ چونکہ انسانی عقل ایک جیسی نہیں اس لیے وہ ان کی جھوٹ پر مبنی باتوں کو قبول کر لیتا ہے۔ امام ابن تیمیہؒ کا فرمان ہے ": تکوینی قسم کے کاموں میں جھوٹ اور تحریف پر مبنی باتیں زیادہ اثر دیکھاتی یہ لوگ ان لوگوں پر اعتماد کر کے غیب کا علم حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ان کے سحر کی وجہ سے یہ لوگ حق و سچ اور ظاہر و باطن میں فرق نہیں کر سکتے اس عمل کے لیے وہ اپنی دولت کا ضیائع بھی کرتے ہیں۔کچھ ایمان والے لوگ بھی غیب کے علم کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں لیکن وہ اس عمل کے لیے قرآ و سنت کا راستہ استعمال کرتے ہیں "[41]۔ پس اللہ رب العزت نے اس کائنات میں اپنی مخلوق پر ان گنت رحمتیں کی ہیں اس کے ساتھ اللہ نے اپنی مخلوق کو جھوٹ، دجل اور تحریف کے راستہ دیکھانے کے ساتھ وہ واقعات جو مستقبل میں پیش آنے والے ہیں ان کے بارے میں شرعی طریقہ اپناتے ہوئے اپنے پیغمبر کے ذریعے رہنمائی کی گئی۔ ایمان والے ان خبروں کے ذریعے دلوں کا اطمینان و سکون حاصل کر لیں اور اللہ پر بھروسہ کریں۔ایسے گوں کے لیے اللہ نے انعام کا وعدہ فرمایا ہے اور ان احادیث کی خبروں کے ذریعے لوگوں کو کذب اور دجال سے بچنے کی رہنمائی ملے گی۔ابن خلدون[42] نے بھی ان احادیث کی

اہمیت کو واضح کرتے ہوئے لکھا ہیں کہ : "کسی بھی کام کا نتیجے کیا ہو گا آیا وہ انسان کے فائدے کے لیے ہو گا یا نقصان کے لیے اس بات کی جستجو نفس انسانی کی خاصیت ہے۔یہی وجہ ہے انسان مختلف واقعات جو زندگی اور موت کے درمیانی رشتے، خیر و شر کی پیائش کے پیمانے اور روز مرہ زندگی میں واقع ہونے والے حاداثات اور فتنوں اور مختلف ممالک میں کے عروج و زوال کی کی کہانیاں پڑھتا اور سنتا ہے۔لوگ خوابوں اور کاہنوں کی بتائی ہوئی باتیں سچ تسلیم کرتے ہیں۔ معاشرے میں افراد کاہنوں اور ساحروں کو بہت اہم سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی معاشرے میں مانگ بڑھ گئی ہے، ان لوگوں نے اسے اپنی معاش کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ بازار اور کوچے ان ساحروں کی دکانوں اور کوٹھیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ عام لوگ، خواتین، نوجوان اور امیر لوگوں کی کاروباری سر گرمیوں میں رغبت، ان کے معاشی حالات، خاندانی زندگی میں دشمنوں اور محبوب لوگوں کے بارے میں بتاتے اور ان کی توجہ ایسی باتوں کی طرف کر دیتے ہیں جو بے بنیاد ہیں۔ جس کی وجہ سے ان لوگوں کے لیے معاشرہ عداوتوں یا مخلصوں کا سمندر بن جاتا ہے۔ اللہ نے انسانوں کے نفس سے غیب کے علم کو دور رکھا ہے سوائے اس کے کہ اللہ اپنے پیغمبروں کے ذریعے غیب کا علم دے سکتا ہے یا پھر اللہ اپنے نیک بندوں یا عالموں کو کس خواب کے ذریعے کوئی علم دے سکتا ہے۔ماضی اور حال میں مختلف سلطنتوں کے بادشاہ کاہن، ساحروں اور بڑے علماء و اولیاء کو بہت اہمیت دیتے اور ان کے محتاج رہتے کی۔ یہ بادشاہ اپنی سلطنت کو طاقت ور بنانے اور دشمنوں کے ساتھ لڑائی اور ان کی جنگی تیاری کے لیے غیب کی خبریں جو سچ یا جھوٹ پر مبنی ہوتیں پوچھتے اور ان کو سش تسلیم کرتے۔۔ کاہن اور ساحر لوگ عرب میں بادشاہ کو ملکی حالات کی خبریں دیتے "[43]۔

انسان کی علم غیب کے بارے میں ابن قیمؒ بیان کرتے ہیں: اللہ رب کائنات نے پوشیدہ کرر کھاہے اپنی مخلوق پر غیب کا، جبکہ وہ اپنے مستقبل کے بارے میں وقت سے پہلے جاننا چاہتا ہے یہ انسان کی جبلت میں رکھ دیا ہے چاہے وہ اس علم کو ایسے طریقہ سے سیکھے جس سے اللہ نے منع فرمایا اور وہ ناجائز ہو پھر بھی وہ اس علم کو شوق اور تجسّس سے حاصل کرتا ہے۔آئندہ مستقبل کے بارے میں جاننے کی خواہش ہر کسی میں ہے اور وہ اس کے لیے کوشش بھی کرتا ہے چاہیے طریقہ ذلیل اور گھٹیے ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ یہ علم بھی اللہ کی نعمت ہے اور اس علم کو پوشیدہ رکھا گیا اور یہ کہ تمام لوگ اس کو جان نہ سکیں اس لیے ان پر سے پردہ نہیں اُٹھایا گیا ہے۔ہمیں اس علم کی صرف ایک جھلک دکھایا گیا ہے تاکہ انسان اس کے علاوہ کہیں دوسری جگہ نہ جا سکیں"[44]۔

فِتن کے وقوع کی صورت میں اسباب حفاظت

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

"هَذِهِ فِتَنٌ قَدْ أَظَلَّتْ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، كُلَّمَا ذَهَبَ مِنْهَا رَسَلٌ بَدَا رَسَلٌ آخَرُ"[45]

یہ فتنے ہیں جو رات کی تاریکی کے ٹکڑوں کی مانند اور جماعت کی طرح ظاہر ہوں گے،ان میں سے جب کوئی ایک گروہ جائے تو اس کی جگہ دوسرا گروہ ظاہر ہو جائے"۔

رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے ایک ٹیلے پر ایک دن چڑھے اور فرمایا (کیا) تم وہ دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں؟ (رسول ﷺ نے فرمایا): "هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى، إِنِّي لَأَرَى مَوَاقِعَ الفِتَنِ خِلاَلَ بُيُوتِكُمْ كَمَوَاقِعِ القَطْرِ"[46]۔ میں ایسے فتنے کو دیکھتا ہوں جو تمہارے گھروں کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہیں اور ان پر بارش کی مانند برستے ہیں"۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ لَفِتَنًا كقطع الليل المظلم "[47]۔ قیامت سے پہلے رات کی تاریکی کے ٹکڑوں کی مانند فتنے ہوں گے "۔ ایک دوسری روایت ارشاد پاک ہے : "لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا بَلَاءٌ وَفِتْنَةٌ"[48]۔ نہیں کچھ بچا دنیا میں سوائے مصیبت اور فتنے کے "۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: سوائے شر کہ کے دنیا کی ہر چیز میں مسلسل کمی واقع ہوتی رہے جس میں لگاتار اضافہ ہوتا رہے گا"[49]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ [50] نے ایک روایت میں بیان کیا کہ آپ کے ساتھیوں نے حجاج بن یوسف [51] کے ظلم کے بارے میں شکایت کی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ساتھیوں کو حوصلہ دیتے ہوئے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے سنا تھا کہ مستقبل کا زمانہ ماضی سے زیادہ بدتر ہو گا اس لیے تم اس کے ظلم پر صبر کرو "[52]۔

قرآن و حدیث میں مختلف قسم کے طریقے اور اسباب بیان کیے گئے ہیں جن پر عمل کر ان فتنوں سے بچا جا سکتا ہے ذیل میں وہ اسباب یہ ہیں۔

قرآن کریم سے رہنمائی

حضور ﷺ نے ایک بار فرمایا کہ عنقریب عظیم فتنے ظاہر ہوں گئے اس پر صحابہ کرام نے ان فتنوں سے نکلنے کا راستہ دریافت فرمایا کتاب اللہ۔ کیونکہ گزشتہ امتوں کے حالات و واقعات کے متعلقہ خبریں اور قیامت سے متعلقہ خبروں کے علاوہ حال کے حالات جن میں حلال و حرام اور احکام کا واضع اور مفصل بیان موجود ہے۔، قرآن حکیم فرق کرنے والی کتاب ہے حق اور باطل کے درمیان یہ کو فضول اور لایعنی چیز نہیں ہے[53]۔

حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام اللہ کے رسول ﷺ سے خیر سے متعلق دریافت کرتے اور میں شر سے متعلق پوچھتا تھا۔ پوچھنے کی وجہ اس برائی کو اپنے اندر سے ختم کرنا تھا۔ ایک بار جب نبی کریم ﷺ نے سوال کا جواب دیا تو اس کے بعد میں فرمایا کہ اے رسول اللہ (ﷺ) ! اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے۔ فرمایا: اے حذیفہ ! کتاب اللہ کا علم سیکھتے رہو (تو شر سے محفوظ رہو گے۔ یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا)[54]۔

علم الفتن سے واقفیت

حضرت عبد اللہ بن مسعود سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک بار فرمایا کہ اگر تم دین کا علم رکھتے ہو اور اس کو جانتے ہو تو کوئی بھی فتنہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ جب انسان حق اور باطل میں فرق نہ کر سکے اور دونوں چیزیں اس پر مشتبہ ہو جائیں اور انسان کے لیے مشکل ہو جائے کہ کون سا راستہ تجویز کرے تو فتنہ اس صورت میں نقصان دیتا ہے "[55]۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فتنے انسان کے سر پر گائے کے سروں کی مانند چھائے رہیں گئے اور وہی شخص فتنوں کے عذاب سے بچے گا جو ان کے بارے میں علم رکھتا ہو گا۔ "[56]۔

زبان کی حفاظت

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تَكُونُ فِتْنَةٌ تَسْتَنْظِفُ الْعَرَبَ قَتْلَاهَا فِي النَّارِ، اللِّسَانُ فِيهَا أَشَدُّ مِنْ وَقْعِ السَّيْفِ"[57]۔ عرب میں ایسا فتنہ ظاہر ہو گا جس سے سب کچھ ختم ہو جائے گا ایسا فتنہ رونما ہو جائے گا اور مقتولین کا ٹھکانا جہنم ہو گا ، تلوار سے زیادہ سخت اور شدت والی چیز زبان ہو گئی "۔

ایک صحابی نے آقائے دو جہاں ﷺ سے ایک صحابی نے سوال کیا کہ اگر مسلمانوں آپس میں جھگڑ رہے ہوں تو اسے

کیا کرنا چاہیے ؟ سرکار ﷺ نے افرمایا گھر سے چپکے رہو، زبان پر قابو رکھو، دین سے متعلقہ علم پر اپنی گرفت مضبوط رکھو اور جس چیز کا تمہیں علم نہیں ہے اس کو چھوڑ دو۔جب ایسی صورت حال تمہیں پیش آئے تو سوائے اپنے کسی کی فکر نہ کرو اور دوسرے لوگوں سے متعلق معاملہ ان پر چھوڑ دو "[58]۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا عنقریب اندھا، بہرا اور گونگا فتنہ ظاہر ہو گا یہ فتنہ اس شخص کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لے گا جو اس کی طرف جھانک کر دیکھے گا۔زبان کی درازگی کو تلوار کی مانند تصور کیا جائے گا "[59]۔

صبر اور نیک اعمال بجاآوری

حضرت محمد ﷺ کا فرمان ہے جس شخص نے خود کو ان فتنوں سے محفوظ رکھ لیا وہ اچھی قسمت (نیک بخت) والا ہے، (پھر فرمایا) جو محفوظ رہا فتنوں سے وہ اچھی قسمت (نیک بخت) والا ہے، (تیسری بار فرمایا) جو محفوظ رہا فتنوں سے اچھی قسمت (نیک بخت) والا ہے اور صبر کرنے والا شخص فتنے کی حالت میں بھی خوش نصیب ہے مگر اس شخص پر افسوس ہے جو فتنہ کرنے کی کوشش کرے یا اس کا مرتکب ہو "[60]۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا[61] رسول اللہ ﷺ کی روایت بیان کرتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے آپ فرمارہے تھے: "سُبْحَانَ اللَّهِ، مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الفِتَنِ، وَمَاذَا فُتِحَ مِنَ الخَزَائِنِ، أَيْقِظُوا صَوَاحِبَاتِ الحُجَرِ، فَرُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الآخِرَةِ "(ترجمہ) : سبحان اللہ ! اللہ نے کتنے اور کیسے کیسے خزانوں اور فتنوں کا نزول فرمایا ،ان حجرے والیوں یعنی ازواج مطہرات کو کوئی جگانے والا ہے تاکہ وہ نماز پڑھیں [62]۔

یہاں اس بات کی اشارہ ہے جب ایسا کوئی فتنہ واقع ہو جائے تو اپنے ساتھ اپنے گھر والوں کو اس سے محفوظ رکھا جائے ان کو اللہ کے احکام یعنی نماز اور ذکر کی طرف متوجہ ہونے کی تلقین کرتے ہوئے ان کو خواب غفلت سے جگایا جائے [63]۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مال اولاد اور پڑوسیوں کے ساتھ معاملہ انسان کو فتنے میں داخل کر سکتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ اچھی کاموں کا حکم دے، نماز، روزہ، صدقے کے ساتھ برائی کے کاموں سے دور رہنے کا حکم دے جو انسان کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے "[64]۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انسان کا کیا حال ہو گا جب دوسرے اس سے حق طلب کریں تو وہ دے گا مگر اس کا حق کوئی ادا نہیں دے تو اس وقت وہ کیا کرے گا؟ صحابی نے عرض کیا وہ صبر سے کام لیں گئے۔فرمایا قسم ہے رب کعبہ کی وہ جنت کا حق دار ہو جائے گا "[65]۔

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا اس وقت عبادت میں مصروف رہنا جبکہ فتنہ پھیلا ہوا ہو تو یہ ایسا گا جیسے میری جانب ہجرت کی ہو "[66]۔

حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ حدیث کی وضاحت ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ : ان ادوار میں جب کہ فتنہ اپنے زوروں پر ہو لوگ اپنے خواہشات نفس کی پیروی نہ کریں ان کا حال زمانہ جاہلیت جیسا ہو گا۔ مگر وہ لوگ جنھوں نے دین کے احکامات پر سختی سے عمل کیا، اور تقویٰ کے خوف اور رضائے الٰہی کے لیے عبادت کرے اور اللہ کی حدود کو تجاوز نہ کرے تو وہ ایسا شخص ہو گا جس نے زمانہ جاہلیت میں میری طرف ہجرت کی۔یعنی اس نے یہ تمام کام اللہ اور رسول اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے

کے لیے کیے ظلم کو برداشت کیا۔[67]۔

سوادِ اعظم کے ساتھ وابستگی

حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ وہ شر سے متعلق اپنے آپ کو بچانے کے لیے حضور ﷺ سے دریافت کرتے جبکہ دوسرے لوگ خیر سے متعلقہ سوالات کرتے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے آپ ﷺ سے سوال کیا ہم اس حالت میں تھے جو برائی اور جاہلیت کی تھی اللہ نے اپنا کرم فرمایا اور ہمارے لیے خیر نازل کی تو کیا اللہ اس خیر کے بعد دوبارہ کوئی شر نازل کرے گا ۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں ! اس پر میں نے دوبارہ پوچھا: کیا اس شر کے بعد بھی کوئی خیر ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں ! مگر اس میں تھوڑی کمزوری ہو گی میں نے پوچھا: اس میں کیسی کمزوری ہو گی؟ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ لوگ میرے بتائے ہوئے طریقے کے خلاف چلیں گئے اس وجہ سے ان کے کچھ کام اچھے ہوں گئے اور کچھ برے اعمال ہوں گئے۔ میں نے عرض کیا: کیا اس پھر خیر کے بعد بھی کوئی شر ہو گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں ! کچھ ایسے بھی لوگ ہوں گئے جو دوسروں کو دوزخ کی جانب بلائیں اور وہ لوگ دوزخ میں داخل ہو جائیں گئے جو ان کا راستہ اختیار کر لیں گئے۔ "[68]۔

آپس کے قتال سے اجتناب

حضور اکرم ﷺ نے آپس میں لوگوں کے درمیان پھوٹنے والے فتنوں سے متعلق فرمایا: "كَسِّرُوا فِيهَا قَسِيَّكُمْ، وَقَطِّعُوا فِيهَا أَوْتَارَكُمْ، وَالزَمُوا فِيهَا أَجْوَافَ بُيُوتِكُمْ، وَكُونُوا كَابْنِ آدَمَ[69]۔(ترجمہ:) "ان میں موجودگی کی وجہ سے کمانوں کو توڑ ڈلو، کاٹ ڈالو تانت کو اور گھروں کے اندر بیٹھے رہو۔ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے ہابیل نے اپنے بھائی قابیل کے آگئے ہاتھ نہ بڑھایا جبکہ وہ جانتے تھے کہ وہ اسے قتل کرنا چاہتا ہے"۔

حضور کریم ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ اس فتنے اور شر کی بدولت عرب میں ہلاکت ظاہر ہو گی ایسا شخص کامیاب ہو جائے گا جس نے روکے رکھا اپنے ہاتھ کو (یعنی عملاً قتال میں شرکت سے بچے رہے) "[70]۔

کسی شخص نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا جب وہ لوگ جو نماز ادا کرتے ہیں آپس میں جھگڑنے لگیں تو مجھے کیا کرنا ہو گا؟ انہوں نے جواب میں فرمایا: تم گھروں میں بند ہو جاؤ، پوچھا گیا کہ اگر وہ گھروں میں داخل ہو جائے تو تو کیا کیا جائے ؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے کہنا کہ میں رب اللعالمین سے خوف رکھتا ہوں میرا تمہیں قتل کرنے کا کوئی ارادی نہیں "[71]۔

امراء اور نااہل حکام کے مجالس سے اجتناب

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "مَنْ سَكَنَ البَادِيَةَ جَفَا، وَمَنْ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ، وَمَنْ أَتَى أَبْوَابَ السُّلْطَانِ افْتَتَنَ "[72] دیہات میں رہنے والا شخص جاہل ہے اور شکار کا تعاقب کرنے والا غافل ہے۔ وہ شخص فتنے کا شکار ہو جاتا ہے جو بادشاہ کی خدمت میں تشریف لاتا"۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ بادشاہ کا دروازہ یعنی اس کی صحبت فتنہ ہے ایسے ہی فتنہ ہے اونٹ کے سونے کی جگہ ۔ اللہ کی قسم جو انسانون کی جان کا مالک ہے سوائے نقصان کے ان جگہوں سے کچھ بھی حاصل ہونے والا نہیں ہے۔ "[73]۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک بار فرمایا کہ خبردار ہو جاؤان جگہوں سے دور رہو جہاں فتنہ موجود ہو۔آپ کے ساتھیوں نے جگہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: امیروں اور جاگیرداروں کے مکان کیونکہ کوئی بھی اس میں جانے والا ویسا ہی

کرے گا جو دیکھے گا اور وہ سب جھوٹ پر مبنی ہو گا۔ "[74]۔

اللہ تعالی سے دعا طلبی

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک ایسا وقت آنے والا ہے جس میں نجات پانے والا وہ شخص ہو گا جو اللہ سے دعا کرے گا اس شخص کی مانند جو ڈوب رہا ہو۔ "[75]۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: وہ شخص سب سے خوش نصیب ہے فتنوں کے دور میں جو گم نام ہو ،اس کی گم نامی کی بنا پر لوگ اس کو پہچان نہ پائیں گئے اور اگر کہیں چلا جائے گا تو لوگ اس کو تلاش نہ کر پائیں اور ان میں اونچی آواز والے خطیب بد بخت لوگ ہیں اور وہ جو سوار ہے سواری پر۔اس وقت فتنے سے وہی شخص بچے گا جو اس شخص کی مانند دعا کرے گا جو ڈوب رہا ہو۔ "[76]۔

ایک مرتبہ ایک شخص سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ [77] نے فرمایا: جو شخص تم میں سے فتنے سے پناہ طلب کرے تو وہ گمراہ کن فتنوں سے بچنے کی دعاء بھی کرے "[78]۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: "إِذَا أَحَبَّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَعْلَمَ أَصَابَتْهُ الْفِتْنَةُ أَمْ لَا، فَلْيَنْظُرْ فَإِنْ كَانَ رَأَى حَلَالًا كَانَ يَرَاهُ حَرَامًا فَقَدْ أَصَابَتْهُ الْفِتْنَةُ، وَإِنْ كَانَ يَرَى حَرَامًا كَانَ يَرَاهُ حَلَالًا فَقَدْ أَصَابَتْهُ"[79]۔ (ترجمہ:) جو یہ جاننا چاہے کہ وہ فتنے میں تو نہیں داخل ہو گیا تو وہ دیکھے کہ کیا اس نے پہلے حرام خیال چیز کو حلال تو نہیں سمجھ لیا یا پھر حلال چیز کو حرام سمجھ لیا ہے تو ایسا شخص فتنے میں گرفتار ہو گیا۔۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اس موقع پر آپ ﷺ انہیں فرمایا: قبر کے عذاب سے پناہ مانگو اللہ سے تو انہوں نے جواب دیا ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا جہنم کی آگ سے اللہ کی پناہطلب کرو،انہوں نے فرمایا ہم پناہ مانگتے ہیں جہنم کی آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ دجال کے فتنہ سے پناہ طلب کرو انہوں نے فرمایا ہم فتنہ دجال سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں "[80]۔

حضور ﷺ نے ایک بار دجال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: میرے سے پہلے کوئی نبی نہیں ہوئے جہنوں نے اپنی قوم کو ڈرایا ہو سوائے دجال کے فتنے سے حضرت نوح علیہ السلام نے سب سے پہلے اپنی قوم کو دجال کے فتنے سے ڈرایا" [81]۔

خلاصۂ کلام

قرآن وحدیث میں وہ مباحث جو فتنوں سے تعلق رکھتا ہوں اسے محدثین کی اصطلاح میں علمِ الفتن کہتے ہیں۔یہ علم الفتن بنیادی طور پر تین امور پر مشتمل ہیں۔اشراط الساعۃ یعنی چھوٹے اور بڑے علامات قیامت،ملاحم یعنی جنگوں کی تفصیلات اور امور عظام۔ محدثین کرام کتاب الفتن کے ذیل میں عموماً یہ مباحث ذکر کرتے ہیں۔علمِ الفتن کی اہمیت کئی حوالوں سے مسلم ہے؛اس میں آئندہ پیش آنے والے حالات اور چھوٹے اور بڑے واقعات بیان کئے گئے ہیں یاان کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔اس کے اسباب پر روشنی ڈالی گئی ہیں اور اس کی حکمتیں بھی ذکر کئی گئی ہیں۔نیز علمِ الفتن کے آخر میں اس سے نجات اور رستہ گاری پر بھی صل بحث موجود ہوتی ہے۔علمِ الفتن کے اہم ہونے کا اندازہ ہم اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے صرف شر کے امور کے بارے میں پوچھتے تھے اور خیر کے بارے بہت کم پوچھتے تھے اور اس کی توجیہ خود یہ کی کہ شر جان کر اس سے بچوں۔زیر نظر مقالہ علمِ الفتن کی اہمیت، حکمتیں اور اسبابِ

حفاظت ایک تحقیقی مطالعہ اسی سلسلے کی ایک تحقیقی کڑی ہے، جس میں علمِ الفتن کے ہزاروں نصوص میں سے صرف اس کی اہمیت، فتنوں کا تعلق مخصوص حالات اور مواقع سے کیوں، اس کی حکمتیں اور اسبابِ حفاظت وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ بنیادی طور پر ایک مقدمہ کے علاوہ یہ مقالہ تین مباحث اور چند ذیلی مباحث پر مشتمل ہیں۔

نتائج البحث اور سفارشات

- علمِ الفتن سے آگاہی اور شعور ہمارے ایمان اور نظریات کی حفاظت کی ضمانت ہے۔
- علمِ الفتن کے نصوص کو عصر حاضر کے اسلوب میں بیان کر کے کثیر پیمانے پر اس کی اشاعت کا اہتمام کرنا چاہئے۔
- علمِ الفتن میں مذکور اسباب حفاظت پر کو خصوصی توجہ دینا چاہئے اور اس کی خوب تشہیر کرنا چاہئے تاکہ فتنوں کا تدارک بروقت کیا جاسکیں۔
- علمِ الفتن کے نصوص سے آگاہی وقت کی اہم ضرورت ہے تاکہ ہمارا نوجوان نسل نصوص کی غلط تعبیرات کی روشنی میں کسی کے ہاتھوں میں غلط مقاصد کے لئے استعمال نہ ہوجائے۔

علمِ الفتن کے مباحث پہلو دار ہونے کی وجہ سے اس پر مزید غور وفکر کرنے کے لئے پر ایچ ڈی کی سطح پر یونیورسٹیوں میں اس پر تحقیقات کرنی چاہئے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

---

[1] ۔ سورۃ الحج 01:22

[2] ۔ القنوجی، ابوالطیب محمد صدیق خان بن حسن، الحطہ فی ذکرالصحاح الستہ، بیروت: دارالکتب التعلیمیہ 1995ء، ج1، ص66

[3] ۔ صحیح البخاری، بَابُ عَلاَمَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلاَمِ، ج4، ص199، رقم: 3606

[4] ۔ ابوالفیض محمد بن محمد بن محمد بن عبدالرزاق 1732م کو ہند میں پیدا ہوئے۔ خاندانی لحاظ سے آپ عراقی تھے اور زبید یعنی یمن میں آپ کی تربیت ہوئی۔ آپ حدیث، لغۃ، انساب اور علم الرجال کے ماہر تھے۔ آپ کی شہرت دیار مغرب تک پھیل چکی تھی یہاں تک کہ لوگ کہا کرتے تھے جس نے حج کیا اور زبیدیؒ سے نہیں ملا اس کا حج کامل نہیں۔ آپ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ مصر میں 1790م کو طاعون کے وباء سے وفات پاگئے۔ [عبد الرزاق بن حسن البیطار، حلیۃ البشر فی تاریخ الثالث عشر (بیروت، دار الکتب العلمیہ 1409ھ) ج2، ص143۔ خیر الدین بن محمود بن محمد الزرکلی، الاعلام، ج7، ص70]

[5] ۔ ابوالفیض محمد بن محمد مرتضیٰ الزبیدی، تاج العروس (مصر، دارالہدایہ 1990ء) ج35، ص495

6 ۔نفس مصدر سابق،ج35،ص496

7 ۔ابو السعادات المبارک بن محمد الجزری، النہایہ فی غریب الحدیث الاثر (بیروت، المکتبۃ العلمیہ 1979ء) ج3، ص777

8 ۔الزمخشری، محمود بن عمرو، الفائق فی غریب الحدیث (بیروت، دار المعرفہ، سن اشاعت ندارد) ج3، ص87

9 ۔مبارک پوری، عبید اللہ بن محمد عبد السلامؒ، مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح (ہند، الجامعہ السلفیہ 1984) ج1، ص225، رقم:130

10 ۔سنن ابی داؤد، بَابُ مَا يُرْجَى فِي الْقَتْلِ، ج2، ص507، رقم:4278

11 ۔ابو الحسن علی بن خلف بن بطال البکری، شرح البخاری لابن بطال (ریاض، مکتبۃ الرشد 2003ء) ج1، ص132

12 ۔صحیح البخاری، كتَابُ المَنَاقِبِ، بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ، ج12، ص220، رقم:3498

13 ۔صحیح ابن حبان، ذِكْرُ الْإِخْبَارِ بِأَنَّ أَوَّلَ حَادِثَةٍ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ تَكُونُ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، ج15، ص24

14 ۔صحیح البخاری، كتَابُ المَنَاقِبِ، بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ، ج12، ص220، رقم:3498

15 ۔نفس مصدر سابق، بَابٌ خَيْرُ مَالِ المُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الجِبَالِ، ج4، ص155، رقم:3301

16 ۔ام المؤمنین حفصہ بنت عمر بن خطاب سے آپ ﷺ نے حضرت خنیس بن حذافہ سہمی کی وفات کے بعد نکاح فرمایا تھا۔ بعثت نبوی سے پانچ سال پہلے آپ پیدا ہوئی تھی اس لحاظ سے نکاح کے وقت آپ کی عمر بیس سال تھی۔ آپ سے بہت سے احادیث منقول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو ایک طلاق رجعی دی تھی پھر حضرت جبریل علیہ السلام کے حکم پر کہ یہ جنت میں بھی آپ کی بیوی ہے، آپ ﷺ نے رجوع فرمایا۔ مدینہ منورہ میں آپ کی وفات ہوئی اور والی مدینہ مروان نے آپ کا نماز جنازہ پڑھایا۔[الذہبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمدؒ، سیر اعلام النبلاء، قاہر: دار الحدیث، 2006ء، ج2، ص228]

17 ۔صحیح مسلم، بَابُ الْفِتْنَةُ مِنَ الْمَشْرِقِ مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ، ج4، ص2228، رقم:2905

18 ۔عراق بنی سعد اور بنی مازن کے چشموں کا نام تھا۔ کوفہ اور بصرہ کو عراقان کہا جاتا ہے اور یہ عرق القربۃ سے ماخوذ ہیں بمعنی نشیبی علاقہ کیونکہ عراق کا علاقہ عرب کے نچلے حصے میں تھا۔ ابن العربی فرماتے ہیں کہ عراق کو عراق اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ یہ نجد سے نیچے اور سمندر کے نزدیک ہے۔ عراق کی آب و ہوا معتدل اور مزاج کے لحاظ سے منافع بخش ہے اس لئے اہل عراق عموماً تندرست اور خوبصورت ہوتے ہیں۔ بنو امیہ کے زمانے میں عراق کے حدود ہیت سے لے کر سند تک اور خراسان، طبرستان اور رئی اس میں شامل تھیں۔[معجم البلدان، ج4، ص94]

19 ۔مسند البزار، مُسْنَدُ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، ج2، ص259، رقم:6061

20 ۔صحیح البخاری، بَابُ مَا قِيلَ فِي الزَّلاَزِلِ وَالآيَاتِ، ج، ص41، رقم:1072

21 ۔ابو عبد اللہ زین الدین محمد بن ابو بکر، مختار الصحاح (بیروت، المکتبۃ العصریہ 1999ء) ص2، ص193

22 ۔تاج العروس،مادہ نجد،ج9،ص202

23 ۔تاج العروس،مادہ: نجد ج2،ص509

24 ۔فتح الباری شرح صحیح البخاری،ج13،ص46

25 ۔سلیمان بن اشعث سجستانیؒ، سنن ابی داود(بیروت، دارالکتاب العربی1409ھ)ج4،ص216،رقم:4344

26 ۔ صحیح مسلم،ج8،ص197،رقم:7560

27 ۔سنن ابی داوٗد، بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ السَّعْيِ فِي الْفِتْنَةِ،ج4،ص154،رقم:4265

28 ۔مصنف ابن ابی شیبہ،ج15،ص70،رقم:38447

29 ۔ صحیح مسلم،بَابُ الْأَمْرِ بِقِتَالِ النَّاسِ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ،ج1،ص93،رقم:135

30 ۔ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی 553ء کو مصر میں پیدا ہوئے۔آپ شافعی المسلک تھے بعد میں حنفی ہو گئے۔933ء کو قاہرہ میں وفات پائی۔شرح معانی الاثار، بیان السنۃ ، اختلاف بین الفقہاء ، مناقب امام ابی حنیفہؒ اوراحکام القرآن آپ کی یادگار تصانیف ہیں۔[سیر اعلام النبلاء،ج27،ص132۔الاعلام،ج1،ص206]

31 ۔ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی،العقیدۃ الطحاویہ(بیروت، دارالکتب العلمیہ1409ھ)ص12

32 ۔ابن قدامہ المقدسی،لمعۃ الاعتقاد(سعودی عرب، وزارۃ الشئون السلامیہ والاوقاف2000ء)ص24

33 ۔سید محمد بن عبدالرسول بن البرزنجی الحسینی 1630ء کو برزنج میں پیدا ہوئے۔آپ شافعی المسلک تھے۔حلب، شام، مصر اور یمن میں دینی علوم حاصل کرتے رہے۔آپ انتہائی فصیح اور بلیغ تھے۔الجاذب الغیبی الی الجانب الغربی، المصطلح علی الفیہ السیوطی اورانوار السلسبیل فی شرح اسماء التنزیل وغیرہ آپ کی تحریری یادگاریں ہیں۔1691ء کو مدینہ منورہ میں وفات پاگئے اور جنت البقیع میں مدفون ہیں۔[موفق فوزی الجبر، مقدمہ الاشاعۃ لاشراط الساعۃ(بیروت،دار الھجرہ 1991ء)ج:1،ص:13]

[34] Muhammad, Sardar, Saad Jaffar, Noor Fatima, Syed Ghazanfar Ahmed, and Asia Mukhtar. "The Story of Sulaiman (Solomon) and Bilquis (Sheba): Affinities in Quranic and biblical versions." *J. Legal Ethical & Regul. Isses* 25 (2022): 1.

35 ۔ صحیح مسلم،بَابُ نُزُولِ الْفِتَنِ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ،ج8،ص169،رقم:2887

36 ۔ صحیح البخاری،بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ الرَّجُلِ وَيْلَكَ،ج8،ص48،رقم:6167

37 ۔ابو محمد عبدالحق الاشبیلی، الاحکام الشرعیہ الکبریٰ(ریاض، مکتبۃ الرشد2001ء)ج3،ص177

38 ۔ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی الکنانی العسقلانی 1372ء کو قاہرہ میں پیدا ہوئے۔آپ ابن حجر کی کنیت سے مشہور ہیں۔آپ کا اصل آبائی علاقہ عسقلان (فلسطین کی ایک شہر) ہے اسی وجہ سے عسقلانی کہلاتے ہیں۔آپ فصیح السان، شعر وادب سے محبت کرنے والے،

متقدمین اور متاخرین کے ایام کے باخبر اور پر رونق تھے۔ یمن اور حجاز میں احادیث پڑھے۔آپ کی تصانیف کی تعداد بہت زیادہ ہیں جن میں الدر الکامنہ فی اعیان المئۃ الثامنہ، الاحکام لبیان ما فی القرآن من الاحکام، الکافی الشاف فی تخریج احادیث الکشاف، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، تقریب التہذیب،اورفتح الباری فی شرح صحیح البخاری وغیرہ قابل ذکر ہیں۔[الاعلام،ج1،ص178]

39 ۔احمد بن علی بن حجر عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری (بیروت، دار المعرفہ 1417ھ) ج11،ص350

40 ۔ مسند احمد بن حنبل،ج1،ص470،رقم:3870

41 ۔ابوالعباس تقی الدین احمد بن عبد الحلیم بن تیمیہ الحرانی، مجموعۃ الفتاوٰی (بیروت، دار الوفاء 2005ء) ج4،ص80

42 ۔ابو زید ولی الدین عبدالرحمٰن بن محمد بن محمد الحضرمی 1332ء کو تیونس میں پیدا ہوئے تھے۔آپ عظیم فلسفی، مؤرخ، اقتصادی، سیاسی ،معاشرتی اور عمرانی علوم میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔آپ فصیح، خوبصورت، عقلمند، اور مزاج شناس تھے۔ وائل ابن حجر کے اولاد میں سے تھے۔ آپ غرناطہ، اندلس اور مصر میں مختلف کلیدی عہدوں پر کام کرتے رہے اور پھر ساتھیوں اور اہل علم کی حسد کی وجہ سے ان عہدوں سے معزول ہوتے رہے۔1406ء کو قاہرہ میں اچانک وفات پائے تھے۔"العبر و دیوان المبتدا و الخبر فی تاریخ العرب العجم والبربر"جو تاریخ ابن خلدوں کے نام سے ہر خاص وعام میں مشہور ہے۔اس کتاب کا مقدمہ ایک نایاب نادر روزگار ہیں جس کی دنیا کے مختلف زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔[الاعلام،ج3،ص303]

43 ۔علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون مغربی، تاریخ ابن خلدون (قاہرہ، دار الکتب العلمیہ 2000ء) ج1،ص330

44 ۔ محمد بن ابو بکر بن قیم الجوزی، مفتاح دار السعادۃ (بیروت، دار الکتب العلمیہ 1995ء) ج2،ص178

45 ۔کتاب الفتن،مَا كَانَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ التَّقَدُّمِ وَمِنْ أَصْحَابِهِ بَعْدَهُ فِي الْفِتَنِ الَّتِي هِيَ كَائِنَةٌ،ج1،ص31،رقم14

46 ۔ صحیح البخاری،بَابُ آطَامِ المَدِينَةِ،ج3،ص28،رقم:1878

47 ۔ صحیح ابن حبان،ذِكْرُ الْبَيَانِ بِأَنَّ عِنْدَ وُقُوعِ الْفِتَنِ عَلَى الْمَرْءِ مَحَبَّةَ غَيْرِهِ مَا يُحِبُّهُ لِنَفْسِهِ،ج13،ص297،رقم:5962

48 ۔ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی،سنن ابن ماجہ،بَابُ الصَّبْرِ عَلَى الْبَلَاءِ،(بیروت،مکتبہ ابی المعاطی 1999ء)ج5،ص162،رقم:4035

49 ۔ابو عبداللہ احمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل (قاہرہ، مؤسسۃ القرطبہ 1409ھ) ج6،ص441،رقم:28031

50 ۔انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) بن نضر نجاری، خزرجی اور انصاری صحابی ہیں۔ ہجرت سے دس سال پہلے مطابق 612 کو مدینہ پاک میں پیدا ہوئے اور بصرہ میں 93ھ مطابق 712ء کو وفات پائے۔ابو اسامہ اور ابو حمزہ آپ کی کنیت ہیں۔ چھوٹے عمر ہی میں مشرف بااسلام ہو ئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص ہے اور آپ ﷺ کی وفات تک آپ ﷺ کے ساتھ رہے۔آپ ﷺ کی رحلت کے بعد دمشق منتقل ہوگئے تھے اور پھر وہاں سے بصرہ چلے گئے تھے۔آپ سے 2286 احادیث منقول ہیں۔[الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب،ج1،ص 35۔،الاعلام،ج2،ص25]

[51] ۔ابو محمد حجاج بن یوسف بن حکم ۴۰ھ کو طائف میں پیدا ہوئے تھے۔ شام کی طرف منتقل ہوئے تو عبد الملک نے آپ کو عسکری امور کی نگرانی تفویض کی اور عبد اللہ ابن زبیر کے خلاف مہم جوئی پر روانہ کیا۔اس کے بعد آپ کو مکہ، مدینہ اور طائف کے گورنر مقرر کر دیا۔آپ میں قیادت کے اوصاف موجوف تھے۔ظالم اور سفاک تھے۔[احمد بن علی بن حجرؒ،لسان المیزان (بیروت، موسسۃ الاعلمی 1986ء)ج2،ص180۔الاعلام،ج2،ص168]

[52] ۔ صحیح البخاری،بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ ،ج9،ص61،رقم:7078

[53] ۔ابو بکر احمد بن عمرو البزار، مسند البزار (مدینہ منورہ، مکتبہ العلوم والحکم 2009ء)ج3،ص71،رقم:836

[54] ۔ابو بکر عبد اللہ بن ابی شیبہ،مَنْ كَرِهَ الْخُرُوجَ فِي الْفِتْنَةِ وَتَعَوَّذَ عَنْهَا ، مصنف ابن ابی شیبہ (بیروت، دارالکتب العلمیہ 2002ء)ج15،ص9،رقم:38269

[55] ۔ نفس مصدر سابق،ج15،ص70،رقم:38447

[56] ۔کتاب الفتن،مَا كَانَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ التَّقَدُّمِ وَمِنْ أَصْحَابِهِ بَعْدَهُ فِي الْفِتَنِ الَّتِي هِيَ كَائِنَةٌ،ج1،ص28،رقم5

[57] ۔ سنن ابن ماجہ،بَابُ كَفِّ اللِّسَانِ فِي الْفِتْنَةِ،ج5،ص112،رقم:3967

[58] ۔مصنف ابن ابی شیبہ،مَنْ كَرِهَ الْخُرُوجَ فِي الْفِتْنَةِ وَتَعَوَّذَ عَنْهَا،ج15،ص9،رقم:38270

[59] ۔ سنن ابی داؤد،بَابُ ذِكْرِ الْفِتَنِ وَدَلَائِلِهَا،ج4،ص165،رقم:4246

[60] ۔ سنن ابی داؤد،بَابٌ فِي كَفِّ اللِّسَانِ،ج4،ص164،رقم:4265

[61] ۔ام سلمہ ام المؤمنین کا پورا نام ہند بنت سہیل بن المغیرہ ہے۔قریشی اور مخزومی قبیلہ سے آپ کا تعلق ہیں۔ہجرت سے اٹھائیس سال پہلے سن 596ء کو پیدا ہوئی تھی۔ہجرت کے چوتھے سال آپ ﷺ نے اس سے نکاح فرمایا، نکاح سے پہلے ابو سلمہ بن عبد الاسد المخزومی کے نکاح میں تھی جن کے ساتھ پہلے حبشہ ہجرت بھی کیں تھی۔حبشہ کے بعد شوہر کے ہمراہ مکہ لوٹی اور مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔یہاں ابو سلمہ رضی اللہ عنہ اللہ کو پیارے ہوگئے۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح کیلئے پیغام بھیجا، نکاح نہ ہو سکا کیونکہ ازل کی نوشت میں آپ کے ساتھ شریک حیات مقدر تھی۔اخلاق اور عقل کے لحاظ کامل عورت تھی۔آپ سے 378 احادیث منقول ہیں۔62ھ مطابق 681ء کو مدینہ منورہ میں وفات پا گئی۔[الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب،ج2،ص122.الاعلام،ج8،ص98]

[62] ۔ صحیح البخاری،بَابُ العِلْمِ وَالعِظَةِ بِاللَّيْلِ،ج1،ص40،رقم:115

[63] ۔ابو الحسن علی بن خلف بن بطال البکری، شرح البخاری لابن بطال (ریاض، مکتبۃ الرشد 2003ء)ج1،ص190

[64] ۔ صحیح البخاری،بَابٌ الصَّلاَةُ كَفَّارَةٌ،ج1،ص140،رقم:525

[65] ۔ابو بکر بن عبد اللہ بن محمد ابی شیبہ، محمد ابن ابی شیبہ (ہند، دار السّلفیہ ، بدون تاریخ)ج15،ص25،رقم:38314

[66] ۔ صحیح مسلم،ج8،ص208،رقم:7588

[67] ۔اتحاف الجماعة بماء جاء فی الفتن و الملاحم اور اشراط ا لساعة،ج1،ص94

[68] ۔ صحیح البخاری،بَابُ عَلاَمَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلاَمِ،ج4،ص242،رقم:3606

[69] ۔ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی،سنن ترمذی،بَابُ مَا جَاءَ فِي اتِّخَاذِ سَيْفٍ مِنْ خَشَبٍ فِي الفِتْنَةِ،(بیروت،دار الغرب الاسلامی 1998ء)ج4،ص490،رقم:2204

[70] ۔ سنن ابی داوٗد،بَابُ ذِكْرِ الْفِتَنِ وَدَلَائِلِهَا،ج4،ص156،رقم:4251

[71] ۔ مصنف ابن ابی شیبہ،مَنْ كَرِهَ الْخُرُوجَ فِي الْفِتْنَةِ وَتَعَوَّذَ عَنْهَا،ج15،ص9،رقم:38289

[72] ۔ سنن ترمذی،بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الرِّيَاحِ،ج4،ص93،رقم:2256

[73] مصنف عبد الرزاق،ج11،ص317،رقم:20644

[74] ۔ حسین بن مسعود بغویؒ، شرح السنۃ (بیروت، المکتب الاسلامی 1983ء)ج14،ص295

[75] ۔ مصنف ابن ابی شیبہ،مَنْ كَرِهَ الْخُرُوجَ فِي الْفِتْنَةِ وَتَعَوَّذَ عَنْهَا،ج15،ص9،رقم:28300

[76] ۔اتحاف الجماعة بماء جاء فی الفتن و الملاحم اور اشراط ا لساعة،ج1،ص88

[77] ۔ حضرت ابو حفص عمر امیر المؤمنین بن نفیل بن عبد العزی بن رباح قریشی عام الفیل کے تین سال بعد پیدا ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے میں حرب فجار کے چار سال بعد پیدا ہوا ہوں۔آپ قریش کے بلند مرتبہ لوگوں میں شامل تھے، جاہلیت کے زمانے میں آپ سفارت کرتے تھے جنگ بندی یا دوسرے مصالح کیلئے قریش آپ کو سفیر مقرر کردیتے تھے۔ چالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد رسول اللہ ﷺ کے دعاء کی وجہ سے مشرف بااسلام ہوئے تھے۔آپ کی اسلام لانے سے اسلام اور مسلمانوں کو معاشرہ میں عزت نصیب ہوئی۔آپ مہاجرین اولین میں سے ہیں، غزوہ بدر میں حاضر تھے، بیعت رضوان کے موقع پر موجود تھے غرض ہر موقع پر آپ کا ساتھ دیا۔ابو بکر صدیق کے بعد سن 13 ہجری میں خلیفہ بنے۔اللہ تعالی نے آپ کے ہاتھوں شام، عراق اور مصر پر مسلمانوں کو فتح دلایا۔آپ نے رمضان مبارک کو نماز تراویح سے منور کردیا، تاریخ اسلامی کی داغ بیل ڈالی اور آپ ہی سب سے پہلے امیر المؤمنین کے لقب سے یاد کرنے لگے۔[الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب،ج1،ص354]

[78] ۔ مصنف ابن ابی شیبہ، مَنْ كَرِهَ الْخُرُوجَ فِي الْفِتْنَةِ وَتَعَوَّذَ عَنْهَا،ج15،ص9،رقم:38373

[79] ۔المستدرک علی الصحیحین،وَأَمَّا حَدِيثُ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ،ج4،ص514،رقم:8443

[80] Ayub, Shahzada Imran, Saad Jaffar, and Asia Mukhtar. "ENGLISH-CHALLENGES CONFRONTED BY CONTEMPORARY MUSLIM WORLD AND THEIR SOLUTION IN THE LIGHT OF SEERAH." *The Scholar Islamic Academic Research Journal* 6, no. 1 (2020): 379-409.

[81] ۔ صحیح البخاری،بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،ج4،ص84،رقم:3057